دہشت گردی اور جہاد

مولانا محمد خان شیرانی......چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل

دہشت گردی اور جہاد دو وہ باتیں ہیں جو میرے اور دوسرے مغربی ڈپلومیٹس کے ساتھ ملاقاتوں میں ہر وقت زیر بحث آتی ہیں۔ بدقسمتی سے مغرب کا تصور یہ ہے کہ جہاد، اسلام اور مسلمان یہ تینوں کلمے دہشت گردی کے مساوی ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ہر مسلمان دہشت گرد ہے جو دنیا کو خودکش حملوں سے اڑانے پر تلا ہوا ہے لیکن وہ یہ حقیقت بھول جاتے ہیں کہ آج ان کے بقول جو دہشت گردی ہے دراصل ان کی اپنی ہی پیدا کردہ ہے اور مسئلے سے نمٹنے کی اب یہ ناکافی کوششیں کررہے ہیں۔ ہوا یوں کہ سوویت یونین کو شکست کے بعد 1992ء میں جب مجاہدین نے افغانستان میں ایک سپر طاقت کو دوسری سپر طاقت میں بدلنے سے انکار کیا تو انہیں مغربی ممالک نے جہاد کا غلط استعمال کرتے ہوئے مدرسوں کے نوجوان جذباتی طلباء کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا شروع کردیا۔ ان کو مالی اور دوسری طرح کی امداد فراہم کرنا شروع کردی۔ آج جسے مغرب القاعدہ کے نام سے پکارتی ہے سب سے پہلے مغرب نے ہی اس کی تخلیق کی اور اسے توانا کیا پھر 11 ستمبر کو ایسا موڑ آیا جب مغرب کو سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد نیٹو اتحاد رکھنے کے لئے ایک نئے دشمن اور جواز کی تلاش کی ضرورت پڑی اس لئے نائن الیون کے بعد تہذیبی اور ثقافتی جنگ کے آغاز کا دور شروع ہونے کا عندیہ دیا حتیٰ کہ بہت سے مفکرین نے واشگاف الفاظ میں اسے اسلام اور مغرب کی لڑائی کا نام دیا۔ نیٹو اتحاد نے ایک بار پھر دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لئے بہت سے گروپ بنائیں اور نام نہاد جنگ شروع کی اور اسکی ہر جگہ حمایت کی لیکن بدقسمتی سے اسے اپنے بقول وہ دہشت گردی کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہوگئے۔ میں اس دہشت گردی کو خانہ جنگی کا نام دیتا ہوں جو عراق، افغانستان اور لیبیا میں شروع کی گئی۔ مغرب کے ہاتھوں ان ممالک کی تباہی ہمارے سامنے زندہ مثالیں ہیں، دوسری بات ہمارے ملک پاکستان میں بھی اس نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں لاکھوں لوگ بے گھر ہوگئے، معصوم شہری، خواتین، بچے اور بوڑھے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ تاہم خطے میں تباہی کا ذمہ دار مغرب کو ٹھہرانا بے جا نہیں۔ ہر انسان کے لئے اپنے خالق، بزرگوں، ہم عمر لوگوں کا احترام اور بچوں کے ساتھ شفقت کا جو رشتہ ہے وہ بہت اہم ہے اور کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اب اگر کوئی بیرونی طاقت ان رشتوں کے درمیان توہین، عداوت یا بغاوت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے میں دہشت گرد سمجھتا ہوں اور ان رشتوں کے دفاع کو جہاد سمجھتا ہوں۔ اس تعریف سے ایک عام قاری کو پتہ چلتا ہے کہ جہاد اسلام میں ایک مقدس فریضہ ہے جس کو ایک آلے کے طور پر مغرب استعمال کررہا ہے۔ بدقسمتی سے آج مغرب میں جہاں نوعمر حاملہ لڑکیوں کی تعداد میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے ہمارے خاندانی نظام اور سماجی رشتوں پر دباؤ بڑھ رہا ہے جس کی مثال اسلام آباد میں ہم جنس پرستوں کی شادیوں کی حالیہ تقریب کا انعقاد ہے۔ اگر مغرب دنیا میں امن، آشتی اور بھائی چارے کی فضا دیکھنا چاہتا ہے تو مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل پیرا ہونا چاہئے سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ وہ اپنے لئے جو پسند کرے وہی دوسروں کیلئے بھی پسند کرے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق مذہبی آزادی کو حقیقی طور پر یقینی بنائے۔ ایسی کوششیں نہ کرے جو عقیدوں پر مبنی معاشروں کو غیر مذہبی طرز معاشرت کی جانب مجبور کرے۔ بالفاظ دیگر ایک فرد یا افراد پر مشتمل ادارے اگر اپنی سیاسی معاشی اور معاشرتی طرز زندگی کو اپنے مذہبی عقیدوں کے مطابق استوار کرنا چاہتے ہیں تو ان کا راستہ روکا جائے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ اسلام میں ہمارے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ صرف مذہبی تعلیمات اور ان کے عملی اقدامات مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے بلکہ ان کی طرز حکمرانی کا تجربہ بھی ایک بہترین مثال ہے۔ مغرب کو بین الاقوامی سطح پر ایک ایسی کوشش کرنی چاہئے جس سے عقیدوں کے پیروکار اپنے مذاہب سے دوری کی بجائے مذہب کے قریب آسکیں کیونکہ تمام مذاہب ہمدردی اور رواداری کی تلقین کرتے ہیں اور جھوٹ و دغابازی سے پرہیز کا درس دیتے ہیں اور اچھی باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس خطے میں ایسی تنظیموں کی مدد کی جائے جو لوگوں کے عقیدوں اور اجتماعی طرز زندگی پر قدغن لگاتے ہیں یہ وہ تمام باتیں ہیں اگر حقیقی طور انہیں عملی جامہ پہنایا جائے تو امن، رواداری، انصاف اور رشتوں کی اقدار کا تحفظ یقینی ہوجائے گا اور نام نہاد دہشت گردی بھی خود بخود ختم ہوجائیگی۔